محمد وسیم اختر مفتی

حضرت سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت سہیل کے والد کا نام وہب بن ربیعہ تھا، لیکن انھیں ان کی والدہ بیضا سے منسوب کیا جاتا ہے جن کا اصل نام دعد بنت جحدم اور بیضا لقب تھا۔ حضرت سہیل کے بھائی سہل اور صفوان بھی اپنی والدہ ہی سے منسوب کیے جاتے تھے۔ فہر بن مالک حضرت سہیل کے ساتویں (ابن سعد) یا آٹھویں (ابن عبدالبر) جد تھے جن کی نسبت سے وہ فہری کہلاتے ہیں۔ ابن اثیر نے حضرت سہیل کا شجرہ بیان کرتے ہوئے تیسرے، چوتھے اور پانچویں آبا کی جگہ عمرو، عامر اور ربیعہ کا اضافہ کر دیا ہے، اس طرح فہر دسویں پشت پر آ جاتے ہیں۔ یہ نسب درست معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ یہی فہر حضرت سہیل کی والدہ دعد (بیضا) کے چھٹے (یا بہ اختلاف روایت پانچویں) جد بتائے جاتے ہیں۔ زوجین کے سلسلہ ہاے نسب میں چار پشتوں کا فرق محال نظر آتا ہے۔ بنو فہر (یا بنو حارث بن فہر) قریش ہی کی ایک شاخ تھی۔ بانئ قریش نضر بن کنانہ فہر کے دادا تھے۔ اگرچہ حضرت عمار بن یاسر آں حضور صلی اللہ علیہ کے ہم عمر یا آپ سے کچھ بڑے تھے، تاہم حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر اور حضرت سہیل بن بیضا کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی عمر والے اصحاب میں ہوتا تھا۔ ابو موسیٰ (ابو امیہ: ابن عبدالبر) حضرت سہیل کی کنیت تھی۔

ابن اسحاق کی مرتبہ 'اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کی فہرست میں حضرت سہیل بن بیضا کا نام نہیں دیا گیا، تاہم ان کا شمار ابتدائی مسلمانوں میں ہوتا ہے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ وہ حبشہ کی طرف جانے والے مہاجرین کی پہلی جماعت میں شامل ہوئے۔ طلوع اسلام کے بعد مکہ کے کمزور مسلمان قریش کی پے در پے ایذا رسانیوں کا شکار ہوئے تو نبی

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ہدایت فرمائی: ''تم حبشہ کی طرف کیوں نہیں نکل جاتے، اس لیے کہ وہاں ایسے بادشاہ کی حکومت ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ وہ امن اور سچائی کی سرزمین ہے، (وہاں اس وقت تک قیام کرنا) جب تک اللہ تمھاری سختیوں سے چھٹکارے کی راہ نہیں نکال دیتا۔'' آپ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے رجب ۵ر نبوی میں دس مرد اور چار عورتیں (السیرۃ النبویۃ) کچھ پیادہ، کچھ سوار شعیبہ کے ساحل سمندر پر پہنچے اور حبشہ جانے کے لیے نصف دینار کرایے پر کشتی حاصل کی۔ ان اصحاب رسول کے اسما یہ ہیں: حضرت عثمان بن عفان، ان کی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، ان کی زوجہ حضرت ام سلمہ بن ابوامیہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عامر بن ربیعہ، ان کی اہلیہ حضرت لیلیٰ بنت ابوحثمہ (یا ابوخیثمہ)، حضرت ابوسبرہ بن ابورہم اور حضرت سہیل بن بیضا۔ ابن سعد، طبری، ابن جوزی اور ابن کثیر نے اس فہرست میں حضرت حاطب بن عمرو، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن بیضا کا اضافہ کیا ہے۔ ابن ہشام نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو مہاجرین حبشہ کے دوسرے گروپ میں شامل کیا ہے جو حضرت جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں حبشہ روانہ ہوئے۔ مہاجرین کے دونوں قافلوں کی کل تعداد تراسی بنتی ہے۔ حضرت سہیل بن بیضا پر ان کے قبیلے یا خاندان کی طرف سے کیے جانے والے ظلم تاریخ کے اوراق میں جگہ نہیں پا سکے، تاہم اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان پر بھی دور ابتلا گزرا ہو گا جس کی وجہ سے انھیں مہاجرین کے پہلے قافلے ہی میں شامل ہونا پڑا۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

شوال ۵ر نبوی میں جب مشرکین قریش کے ایمان لانے اور ان کی طرف سے مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے مظالم بند ہونے کی افواہ حبشہ پہنچی تو وہاں پر مقیم اکثر صحابہ نے اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹنے کا قصد کیا۔ مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ اطلاع غلط تھی تو وہ پھر حبشہ لوٹ گئے، یہ ان کی ہجرت ثانیہ تھی۔ تاہم حضرت عثمان بن عفان، حضرت رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مصعب، حضرت ابوعبیدہ، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت ابوسلمہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت سہیل بن بیضا ان تینتیس اصحاب میں شامل تھے جو حبشہ واپس نہ گئے۔ حضرت سہیل نے کسی کافر کی پناہ لیے بغیر مکہ ہی میں سکونت اختیار کر لی اور اذن ملنے پر بار دگر یہیں سے مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ اس طرح انھیں جمع بین الہجرتین کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ میں حضرت سہیل بن بیضا اور ان کے بھائی حضرت صفوان کئی اور صحابہ کی معیت میں حضرت کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے بھی مدینہ تشریف آوری کے بعد اولاً انھی کے ہاں قیام فرمایا۔

ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینتالیس مہاجرین کی پینتالیس انصار سے مواخات قائم فرمائی، ان اہل مواخات میں حضرت سہیل بن بیضا کا نام مذکور نہیں۔

اواخر جمادی الثانی یا رجب ۲ھ (جنوری ۶۲۴ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں نو (بارہ: ابن سعد) مہاجرین کا ایک سریہ روانہ کیا۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن (یا عمار بن یاسر)، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن فہیرہ (یا عامر بن ربیعہ: ابن ہشام)، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا (شاذ روایت: صفوان بن وہب) چھ اونٹوں پر سوار اس دستے میں شامل تھے۔ آپ نے حضرت عبداللہ کو ایک خط دے کر فرمایا: مدینہ سے مکہ کی جانب دو دن کا سفر، یعنی اٹھائیس میل کی مسافت طے کر لینے کے بعد وادیِ ملل (یا ابن ضمیرہ کے کنویں پر) پہنچ کر اسے پڑھنا۔ جب خط کھولا تو لکھا پایا: ''مکہ اور طائف کے بیچ واقع مقام نخلہ کی طرف سفر جاری رکھو، تمھارے ساتھیوں میں سے جو آگے نہ جانا چاہے، اسے مجبور نہ کرو۔ وہاں پہنچ کر قریش کی نگرانی کرو اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' حضرت سہیل بن بیضا سمیت تمام شرکا شوق شہادت سے سرشار تھے، اس لیے سفر منقطع نہ کیا۔ دستہ فرع سے آگے بحران کے مقام پر پہنچا تو عتبہ بن غزوان اور سعد کا مشترکہ اونٹ کھو گیا۔ دونوں اسے تلاش کرنے لگ گئے، ابن جحش باقی ساتھیوں کو لے کر چلتے رہے اور نخلہ پہنچ گئے۔ کشمش، کھالیں اور دوسرا سامان تجارت لے کر چار افراد پر مشتمل قریش کا قافلہ گزرا۔ اہل قافلہ انھیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تو عکاشہ نے سر منڈا لیا، کفار کو مغالطہ ہوا کہ مسلمان عمرہ کے لیے جا رہے ہیں اور مطمئن ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا، یہ رجب کی آخری تاریخ ہے۔ اگر قافلے والوں کو چھوڑ دیا تو یہ حرم پہنچ کر مامون ہو جائیں گے اور اگر قتال کیا تو یہ حرام مہینے میں ہو گا۔ کچھ تردد کے بعد انھوں نے حملے کا فیصلہ کیا۔ مشرک کھانا پکانے میں مصروف تھے، حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ نوفل بن عبداللہ فرار ہو گیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد یہ ساتویں مہم اور پہلا سریہ تھا جس میں کامیابی ملی، عمرو عہد اسلامی کا پہلا قتیل، عثمان اور حکم پہلے اسیر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے تاریخ اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے تئیں تقسیم کر کے ۱/۵ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالاں کہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا اور زمانۂ جاہلیت میں سرداران قوم کے لیے ربع غنیمت (مرباع) مختص کرنے کی نظیر پائی جاتی تھی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اہل سریہ مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمھیں ماہ حرام، رجب میں جنگ کرنے کو نہیں کہا تھا۔ آپ نے مال غنیمت اور اسیروں کے معاملے میں توقف کیا اور کچھ لینے سے انکار فرما دیا تو صحابہ پشیمان ہو گئے کہ شاید وہ ہلاکت میں پڑ گئے ۔مسلمان بھائیوں نے ان کو برا بھلا کہا تو قریش نے بھی طعنہ زنی کی۔ چہ میگوئیاں بڑھ گئیں تو ارشاد ربانی نازل ہوا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ. (البقرہ ۲: ۲۱۷)

’’آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے، اس مہینے میں جنگ کرنا بہت برا ہے، (اس کے ساتھ ساتھ) لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ کو نہ ماننا، مسجد حرام کا راستہ بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو نکال باہر کرنا اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر ہے اور فتنہ وفساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔‘‘

اس حکم وحی کے بعد آپ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ حضرت سعد اور حضرت عتبہ صحیح سلامت واپس آ گئے تو آپ نے سولہ سو دینار فدیہ لے کر قریش کے اسیروں عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ حکم بن کیسان نے رہائی کے فوراً بعد آپ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت سہیل بن بیضا نے جنگ بدر میں حصہ لیا تو ان کی عمر چونتیس برس تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: غزوہ کے اختتام پر قریش کے قیدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ نے صحابہ سے ان قیدیوں کے بارے میں مشورہ فرمایا۔ سیدنا ابوبکر نے کہا: ’’یا رسول اللہ، یہ آپ کی قوم اور آپ کے اعزہ واقارب ہیں، انھیں زندہ رہنے دیجیے اور ان سے نرمی برتیں، ہوسکتا ہے، انھیں اللہ کی طرف سے توبہ کی توفیق مل جائے۔‘‘ سیدنا عمر کا کہنا تھا: ’’یا رسول اللہ، انھی لوگوں نے آپ کو شہر مکہ سے نکالا اور آپ کی تکذیب کی۔ ان کی گردنیں اڑا دیجیے۔‘‘ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سجھاؤ دیا: ’’یا رسول اللہ، اس وادی کو دیکھیں جس میں بے شمار بالن ہے، مشرکوں کو اس میں گھسیڑ دیں اور آگ لگا دیں۔‘‘ مشرک فوج کی طرف سے حصہ لینے والے آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے اعتراض کیا کہ آپ قطع رحمی کر رہے ہیں۔ آپ خاموش رہے تو کچھ صحابہ نے اندازہ لگایا کہ آپ سیدنا ابوبکر کا مشورہ مان لیں گے، دوسروں کا خیال تھا کہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی رائے کو ترجیح دیں گے۔ آپ سامنے آئے تو فرمایا: اللہ اس باب میں کچھ لوگوں کے دل دودھ سے زیادہ نرم اور دوسروں کے پتھر سے زیادہ سخت کر

دے گا۔ پھر سیدنا ابوبکر سے مخاطب ہوئے: تمھاری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے جنھوں نے فرمایا تھا:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (سورۂ ابراہیم ۱۴: ۳۶)

''سو جو میری پیروی کرے گا مجھ سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا تو تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

تمھاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بھی ہے جنھوں نے کہا:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ. (المائدہ ۵: ۱۱۸)

''اے اللہ، تو اگر انھیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے غالب، حکمت والا۔''

سیدنا عمر کی طرف رخ کر کے آپ نے فرمایا: تمھاری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی ہے جنھوں نے فرمایا تھا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا. (نوح ۷۱: ۲۶)

''اے میرے رب، روے زمین پر کافروں میں سے ایک متنفس کو بھی زندہ نہ چھوڑنا۔''

اور تمھاری مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بھی ہے جن کا کہنا تھا:

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ. (یونس ۱۰: ۸۸)

''اے ہمارے رب، ان کے مال ملیا میٹ کر دے اور ان کے دل سخت کر دے تاکہ وہ ایمان نہ لانے پائیں، حتیٰ کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: تم تنگ دست ہو، ان قیدیوں میں سے کوئی بھی چھوٹنے نہ پائے، وہ فدیہ دے یا اس کی گردن اڑا دی جائے۔ حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ، سوائے سہیل بن بیضا کے، کیونکہ میں نے انھیں اسلام کا ذکر کرتے سنا ہے۔ آپ خاموش رہے تو مجھے اس قدر خوف آیا، گویا اس روز مجھ پر آسمان سے سنگ باری ہو جائے گی۔ آپ نے میری بات ''سوائے سہیل بن بیضا کے'' دہرائی تو مجھے سکون ہوا (ترمذی، رقم ۳۰۸۴۔ احمد، رقم ۳۶۳۲۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۳۰۴)۔

اس حدیث کے راوی سے تسامح ہوا کہ سہل بن بیضا کے بجاے ان کے بھائی سہیل کا نام بیان کر دیا۔ دونوں بھائی قدیم الاسلام ہیں، تاہم سہیل بن بیضا کا اسلام عیاں تھا، اسی لیے انھیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی، وہ سریۂ عبداللہ بن جحش میں شرکت کر چکے تھے، غزوۂ بدر میں جیش اسلامی میں ان کی شمولیت بھی نمایاں تھی۔ شرکاے بدر میں ان کا نام صراحت سے مذکور ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ انھیں دشمن مشرک فوج کا قیدی سمجھ لیا جاتا۔ ان کے برعکس حضرت سہل بن بیضا نے ابتداے اسلام میں ایمان لانے کے باوجود اپنا ایمان چھپائے رکھا۔ قریش نے بنو ہاشم کے

مقاطعہ کی دستاویز بیت اللہ میں لٹکا کر انھیں شعب ابوطالب میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا تو اسے پھاڑنے میں حضرت سہل نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کے باوصف قریش مکہ انھیں اپنا ساتھی سمجھتے رہے، حتیٰ کہ بدر کی طرف جانے والی فوج میں بھی دھر لیا۔ معرکۂ فرقان میں اسیر ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان کے اسلام کی گواہی دی۔ انھوں نے بتایا کہ میں نے حضرت سہل کو مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ مسند احمد کی اسی مضمون پر مشتمل روایت ۳۶۳۴ میں حضرت سہیل کے بجاے حضرت سہل کا نام مذکور ہوا ہے۔ حضرت سہیل کے تیسرے بھائی حضرت صفوان بن بیضا معرکۂ فرقان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ شریک ہوئے۔ حضرت سہیل جنگ احد، جنگ خندق اور باقی تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے۔

حضرت انس بتاتے ہیں: ''میں حضرت ابوطلحہ انصاری، حضرت ابودجانہ (سماک بن خرشہ) اور حضرت سہیل بن بیضا سے چھوٹا تھا اور انھیں نیم پختہ گدر کھجوروں اور چھوہاروں سے بنی ہوئی شراب پلایا کرتا تھا۔ جب حرمت خمر کا حکم نازل ہوا تو میں نے یہ سب بہا دی، کیونکہ ہم اسے شراب ہی سمجھا کرتے تھے'' (بخاری، رقم ۵۶۰۰۔ مسلم، رقم ۵۱۸۰)۔ نبیذ حرام نہیں اگر گدر کھجور، چھوہارے یا انگور سے الگ الگ بنائی جائے، کیونکہ اس سے نشہ نہیں ہوتا، لیکن جب ان میں سے دو اجناس کھجور اور چھوہارا یا کھجور اور انگور کو ملا کر شراب بنا لی جائے تو نشہ آور ہونے کی وجہ سے قطعاً حرام ہو جاتی ہے، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جمع کرنے سے منع فرمایا (بخاری، رقم ۵۶۰۲۔ مسلم، رقم ۵۱۸۱)۔ حضرت انس ہی کی روایت ہے: ''میں کل گیارہ صحابہ کا ساقی تھا'' (مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۶۹۷۰)۔ تین کا ذکر بخاری و مسلم کی اس روایت میں آ گیا ہے، مزید دو حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ابی بن کعب بخاری کی روایت ۵۵۸۴ اور مسند احمد کی روایت ۱۲۸۰۴ میں مذکور ہیں۔ مسلم کی روایات ۵۱۷۴ اور ۵۱۷۹ میں حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت معاذ بن جبل کے نام آئے۔ ابن حجر نے سیدنا ابوبکر و عمر کی بادہ نوشی کی تردید کرنے کے بعد انھیں بھی ان گیارہ میں شمار کر لیا، ایک غیر معروف صحابی ابوبکر بن شغوب کو شامل کیا تو بھی عدد دس تک پہنچا اور گیارہ کی گنتی مکمل نہ ہو سکی۔

غزوۂ تبوک میں حضرت سہیل بن بیضا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی اونٹ پر سفر کیا۔ آپ نے ''یا سہیل'' کہہ کر دو یا تین مرتبہ انھیں پکارا تو انھوں نے ''لبیک'' کہہ کر ہر بار جواب دیا۔ صحابہ نے آپ کا کلام سنا تو یہ جان کر رک گئے کہ آپ ان کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں۔ اگلوں نے سواریاں بٹھا لیں اور پچھلے آن ملے۔ سب جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ''جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، تو اللہ

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

اسے دوزخ پر حرام کر دے گا اور جنت اس کے لیے لازم کر دے گا'' (احمد، رقم ۱۵۶۷۸۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۶۴۶)۔ یہ آخری سفر تھا جو حضرت سہیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔ تبوک سے واپسی پر ان کی زندگی کا سفر بھی تمام ہو گیا۔

حضرت سہیل بن بیضا نے ۹ھ میں چالیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ان کا جنازہ پڑھایا اور نماز کے بعد دعا نہ فرمائی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے وفات پائی تو سیدہ عائشہ نے حکم دیا کہ ان کی میت مسجد نبوی میں ان کے پاس لائی جائے تاکہ وہ اور دوسری امہات نماز جنازہ ادا کر سکیں۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ جنازوں کو مسجد میں نہ لانا چاہیے تو جواب دیا: لوگ کتنی جلد بھول جاتے ہیں اور ان معاملات میں عیب جوئی کرنے لگتے ہیں جن کا انھیں علم ہی نہیں ہوتا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضا (اور ان کے بھائی) کی نماز جنازہ اندرون مسجد میں ادا نہ فرمائی تھی (مسلم، رقم ۲۲۱۳۔ احمد، رقم ۲۴۳۸۰)؟ حضرت سہیل کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

حضرت سعید بن صلت نے غزوۂ تبوک والی روایت حضرت سہیل بن بیضا سے نقل کی ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ روایت مرسلہ ہے، اس لیے کہ سعید کا سہیل سے سماع ثابت نہیں (التاریخ الکبیر)۔ اس کے علاوہ حضرت سہیل بن بیضا سے کوئی روایت مروی نہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، فتح الباری (ابن حجر)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)۔

''روزے کا منتہائے کمال اعتکاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی شخص کو اِس کی توفیق دے تو اُسے چاہیے کہ روزوں کے مہینے میں جتنے دنوں کے لیے ممکن ہو، دنیا سے الگ ہو کر اللہ کی عبادت کے لیے مسجد میں گوشہ نشین ہو جائے اور بغیر کسی ناگزیر انسانی ضرورت کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔''
(میزان، جاوید احمد غامدی ۳۶۷)